

ڈاکٹر زاہد منیر عامر

وزیٹنگ پروفیسر مسند اردو و مطالعہ پاکستان

جامعہ الازہر قاہرہ۔ مصر

ماہنامہ الازہر عہد میں ہے قصہ فرعون و کلیم

مصر کے مشرق میں واقع شہر عریش کے ایک علاقے راس سدر میں جزیرہ نمائے سینا کے مغربی ساحل پر وہ مقام ہے جہاں فرعون کی لاش تیرتی ہوئی پائی گئی تھی، یہ مقام آج کل جبل فرعون کہلاتا ہے اور جبل فرعون کے قریب ہی وہ چشمہ واقع ہے جہاں سے کارکنان قضا و قدر نے اسے پانی سے باہر لایا پھینکا تھا، اس چشمے کا پانی گرم ہے اور اسے مقامی روایت میں حمام فرعون کہا جاتا ہے۔ یہاں سے حاصل ہونے کے بعد اسے بھی دیگر فراعندہ کی طرح اہرام میں منتقل کیا گیا ہوگا کیونکہ اہرامات فراعندہ کی لاشوں کو محفوظ کرنے کے لیے تعمیر کیے گئے تھے۔ لیکن اب عبرت کے یہ نشان مصر کے عالی شان عجائب گھر میں ہیں، اس عجائب گھر کی بناء جسے عربی میں المتحف المصري کہا جاتا ہے یکم اپریل ۱۸۹۷ء کو رکھی گئی اور اسے ۱۵/نومبر ۱۹۰۲ء کو عوام کیلئے کھولا گیا، یہ قاہرہ کے مشہور علاقے میدان تحریر میں ہے اور اس کے ۱۰۷ کمروں اور گیلریوں میں ایک لاکھ بیس ہزار نوادور رکھے گئے ہیں اس کا شمار دنیا کے بڑے عجائب گھروں میں ہوتا ہے، اس عجائب گھر میں داخل ہوتے ہوئے مجھے اس کی نسبت سر سید احمد خان کی رائے یاد آئی انھوں نے لکھا تھا: میوزیم مصر کا، یعنی عجائب خانہ ایسا عمدہ ہے کہ مصر کی پرانی چیزوں کیلئے اپنا نظیر نہیں رکھتا، پرانی لاشیں جو می کہلاتی ہیں اور پرانی صنائع مصر کی نہایت خوب صورتی اور عمدگی سے آراستہ ہیں اور بہت فائدہ بخش، عبرت انگیز اور حیرت خیز ہیں سر سید کے اس زاویہ نظر پر ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے لیکن یہ رائے اب بھی بے نیاز و تردید ہے۔ سر سید نے جن میموں کا ذکر کیا ہے ان میں رعمیس ثانی کی مومی بھی شامل ہے مشہور روایت کے مطابق رعمیس ثانی ہی فرعون موسیٰ تھا جس کی لاش کے بارے میں محققین نے بتایا ہے کہ ۱۹۰۷ء میں سرگرافٹن الیٹ سمٹھ نے اس کی مومی پر سے پٹیاں کھولی تھیں تو اس پر نمک کی ایک تہ جی ہوئی پانی گئی تھی جس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ یہ ایک عرصے تک پانی میں رہنے کی نشانی ہے۔ مصر کے مشہور عجائبات، اہرام اور ابوالہول تو شہر سے باہر ہیں لیکن یہ عجائب گھر شہر میں ہے یہاں داخلے کا ٹکٹ پچاس مصری پاؤنڈ کا ہے ہم اس ٹکٹ سے تو مستثنیٰ تھے لیکن اندرمیوں کے حصے میں جانے کے لیے جو الگ ٹکٹ تھا ہمارے پاس موجود پلو میٹک کارڈ کے باوجود خریدنا ضروری تھا، ایک شخص کے لیے ایک ٹکٹ کی قیمت ایک سومصری پاؤنڈ تھی یعنی پاکستانی بارہ تیرہ سو روپے، سودی گئی۔ اور ہم میموں کے سکشن میں داخل ہو گئے، یہاں غالباً سترہ میاں ہیں ایک مستطیل کمرے کے چاروں اطراف عجائب گھر میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں سے ایک روم رکھے گئے ہیں جن میں

مجھے فطری طور پر سب سے زیادہ دلچسپی رمسيس ثانی کی کمی سے تھی ہم پاکستانی تو اسے ایک ملعون و مغضوب کے طور پر ہی جانتے ہیں لیکن یہاں مصر میں آکر دیکھا کہ قاہرہ شہر کا ایک اہم علاقہ اس کے نام سے منسوب ہے جسے میدان رمسيس کہا جاتا ہے، ایک سڑک اس کی یادگار ہے، ایک فائو سٹار ہوٹل کا نام اس کے نام پر رکھا گیا ہے اور اس کے سوانح اور فضائل پر بڑی بڑی کتابیں شائع کی گئی ہیں، فرعون کے بارے میں معلومات کا مآخذ تحریریں بتائی جاتی ہیں جو فرعون کی لاشوں اور عمارتوں پر درج تھیں یہ عبارتیں ایک زمانے تک نہیں پڑھی جاسکتی تھیں کہا جاتا ہے کہ اب انھیں پڑھ لیا گیا ہے اور اس زبان کا نام ہیرو غلفی (Heroghlic) ہے ان معلومات کے مطابق یہ صاحب ۱۲۷۹ قبل مسیح میں پیدا ہوئے اور ۱۲۱۳ قبل مسیح تک جہان رنگ و بو دکھا۔ بیس برس کی عمر میں اقتدار سنبالا اور چھبیس سالہ زندگی میں ۶۷ برس اقتدار کے مزے لیے۔ اسے توسیع سلطنت کا شوق تھا جس کے نتیجے میں اس کے عہد میں مصر کی سلطنت وسیع ہوئی اور بعض قریبی منطقوں سے عمر بھر اس کی آویزش جاری رہی، آج جس علاقے کو ملک شام کہا جاتا ہے یہ بھی ان منطقوں میں شامل ہے جسے فرعون کے توسیع پسندانہ عزائم کا سامنا رہا۔ یہ ایک پر جوش اور شوقین مزاج حکمران تھا جس نے اپنے دور میں بہت سی عمارات تعمیر کروائیں اس کی تعمیرات میں ابوسہل کے معبد کے آثار آج تک موجود ہیں اس کی قانونی بیویوں کی تعداد دو سو تھی جن سے اس کے چھیانوے بیٹے اور ساٹھ بیٹیاں پیدا ہوئیں، وہ اپنی اولاد کے بارے میں مکمل معلومات سے محروم رہا اس کی اہم بیوی کو ”چیف وائف“ کہا جاتا ہے جس کا نام نفرتاری (Nafertari) تھا ابھی پچھلے سال ۲۷ جون ۲۰۰۷ء کو مصر کے ایک ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر حواس اور ان کے ساتھیوں نے تین ہزار سال پرانی ایک اور مومی کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کی ہے، جس میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یہ مصر کی ایک قدیم حکمران خاتون کی مومی ہے جس کا نام (Hatshepsut) ہے یہ مصر کی سب سے طاقت ور حکمران خاتون تھی، اسکے ڈی این اے ٹسٹ کی ابتدائی رپورٹ کے مطابق اس کا خاندانی تعلق فرعون کی ”چیف وائف“ نفرتاری سے تھا۔

میرے لیے سب سے اہم سوال یہ تھا کہ کیا میں اس لیے جو صحت مند ہوں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا؟ یا کوئی اور؟ عام اور

مشہور روایت یہی بتاتی ہے کہ یہ وہی حضرت ہیں جنہیں دعوائے خدائی کا عارضہ لاحق تھا ششے کے جس خبس میں یہ اب بند ہے اس پر یہ تو لکھا ہے کہ اسے دانتوں اور جوڑوں کے درد کی تکلیف تھی یہ نہیں بتایا گیا کہ اسے خرابیِ دماغ کا مرض بھی لاحق تھا، بہر حال میں نے اس کے زمانے سے متعلق معلومات حاصل ہونے پر حضرت موسیٰ کے زمانے کی بابت جاننا چاہا Encyclopedia of World Biography کے مطابق حضرت موسیٰ ۱۳۹۲ ق۔م میں پیدا ہوئے اور ۱۲۷۲ ق۔م میں انتقال فرمایا، زمانہ قبل مسیح کے سنین حتی طور پر کون بتا سکتا ہے قیاس اور اندازے کی ہر اسی ہی میں یہ سفر کیا جاتا ہے، تاہم ان سنین سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی دکھائی دیتی ہے کہ رعمیس ثانی حضرت موسیٰ کا معاصر تھا۔ میں تمام مہموں کو دیکھ چکا تو ایک بار پھر رعمیس ثانی کی طرف بڑھا، اچانک ایک شناسائی کا احساس ہوا، پاکستانی شلوار قمیص میں لمبوس ایک فرہ وجود، ساتھ کہ شوکیس پر جھکا ہوا تھا، میں چونکا ارے یہ تو عدم شفیق ملک ہیں، وہ گزشتہ روز ہی قاہرہ پہنچے تھے، سلام کے بعد کلام اسی سوال سے شروع ہوا کہ حضرت موسیٰ کے زمانے کا فرعون کونسا ہے؟ میں نے رعمیس ثانی کی ممی کی طرف اشارہ کیا اور ہم دونوں اس کے قریب آگئے ان کے ذہن میں کروٹ لیتے سوالات کا جواب دیتے ہوئے میں نے وضاحت کی کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت موسیٰ کی پرورش رعمیس اول نے کی تھی اور حضرت موسیٰ کا مقابلہ رعمیس ثانی نے کیا تھا لیکن مجھے یوں لگتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی پرورش اور آپ کا مقابلہ دونوں باتیں رعمیس ثانی ہی کے دور میں ہوئیں۔ اس لیے کہ قرآن پاک کے مطابق جب حضرت موسیٰ نے دعوائے نبوت کیا تو فرعون نے ان سے کہا تھا کہ تم وہی تو ہو جو کل تک ہمارے سامنے ایک بچے تھے اور ہم نے تمہاری پرورش کی تھی: "قال الم ذریک فینا ولید او لبث فینا من عمرک سنین۔"

فرعون نے کہا کہ کیا ہم نے تجھے تیرے بچپن کے زمانہ میں نہیں پالا تھا اور تو نے اپنی عمر کے بہت سے سال ہم میں نہیں گزارے۔ ۲۶ اشعر ۱۸۱ رعمیس ثانی کی ممی کے تابوت یا شوکیس پر اس کا زمانہ حکومت ۶۷ سال بتایا گیا ہے اس سے بھی اس خیال کو تقویت ملتی ہے ۶۷ سالوں میں تو حضرت موسیٰ کی پرورش سے اعلان نبوت تک کے تمام مراحل آسکتے ہیں۔ اس لیے کہ عام طور سے نبوت ملنے کی عمر چالیس سال رہی ہے۔ فرعون کے بازو ایک دوسرے کے اوپر کر اس بناتے ہوئے نمایاں ہیں اور ان پر کچھ مرہم پٹی بھی کی گئی ہے اس کے ہاتھوں اور پیروں کے ناخن اور سر کے بال بھی بھینے ہیں، (سر کے بالوں کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ ان کی ممی فیکیشن کی گئی ہے) البتہ داڑھی غائب ہو چکی ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ کیا یہی وہ بازو ہیں جو بچپن میں حضرت موسیٰ کو کھلایا کرتے تھے اور کیا یہی وہ حضرت ہیں، روایت کے مطابق، جن کی داڑھی کے موتیوں کو کم سن بچے نے توڑ کر اسے اس کے برخود غلط ہونے کا احساس دلایا تھا اور جس کے نتیجے میں یہ غضب ناک ہو گیا تھا۔ میں چشم تصور سے فرعون کی دربار کے وہ مناظر دیکھ رہا تھا جب جادو گروں نے اپنی رسیاں پھینک دی تھیں اور حضرت موسیٰ سے اپنی صداقت کی دلیل لانے کیلئے کہا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا عصا ان رسیوں کو نگل رہا تھا اور وہ گروں کا کھانا کھا رہا تھا۔

موسیٰ کی صداقت پر یقین آ رہا تھا اور جب عصاے موسیٰ نے ان کے جھوٹے سانپوں کو کھالیا تو اس وقت تک جادو گروں کے دل کی حالت بدل چکی تھی، اور وہ پکاراٹھے تھے کہ موسیٰ کا خدا سچا ہے اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اس احتیاق حق پر فرعون کا رد عمل وہی تھا جو اس نوع کے حکمرانوں کا ہوا کرتا ہے اسے اس میں ایک گہری سازش کا رفاہ دکھائی دینے لگی اور اس نے غضبناک ہو کر کہا کہ تمہیں میری اجازت کے بغیر یہ اعلان کرنے کی جرات کیسے ہوئی میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کنو ادوں گا تا کہ تم عمر بھر نشانِ عبرت بنے رہو لیکن وہ صاحب فن تھے وہ اپنے فن کی ناپائنداری اور موسیقی کے معجزے کی استواری سے آگاہ ہو چکے تھے اب ان پر حقیقت اور سراب کا فرق واضح ہو چکا تھا اور نشانِ عبرت بننا فرعون کے مقدر میں لکھا جا چکا تھا۔ میں اسی نشانِ عبرت کے سرھانے کھڑا تھا۔ میں نے اسے مخاطب کر کے کہا: دعوائے خدائی کی جہالت میں اب تم اکیلے نہیں ہو آؤ تمہیں دکھاؤں بزمِ خویش رب اعلیٰ ہونے کے کتنے مدعی موجود ہیں اور تم سے بڑھ کر سفاکی اور درندگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، تم تو بنی اسرائیلیوں کے دشمن تھے، یہ بنی نوع انسان ہی کے دشمن ہیں لیکن تمہارے انجام سے بے خبر، انھیں نہیں معلوم کہ آخری وقت تو تمہاری بھی آنکھیں کھل گئی تھیں لیکن اس وقت چڑیاں اپنا کھیت چگ چکی تھیں اور تمہارے مقدر میں پچھتاوے اور ملامت کے سوا کچھ نہ تھا۔

وجوزنا ببني اسرائيل البحر فاتبعهم فرعون وجنوده بغيا وعدوا حتى اذا ادركه الغرق قال آمنت انه لا اله الا الذي آمنت به بنوا اسرائيل وانا من المسلمين۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پارا تار دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر کے ساتھ ظلم اور زیادتی کے ارادے سے چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ ۱۰ یونس ۹۰ لیکن اب عذر معذرت کا وقت ختم ہو چکا تھا اب جو نجات ممکن تھی وہ فقط اتنی تھی کہ تمہارے بدن کو سمندر کی موجوں نے اگل دیا اور تمہیں آنے والوں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا گیا اب اگر میں تمہارے سرھانے کھڑا تمہیں فرعون موسیٰ کی حیثیت سے خطاب کر رہا ہوں تو اس کا سبب بھی میرے سچے خدا کا یہ فرمان ہے کہ: فالיום ننжіك بندتك لتكون لمن خلقك آية وان كثیر امن الناس عن آياتنا لغفلون۔

سو آج ہم صرف تیری لاش کو نجات دیں گے تا کہ تو ان کے لیے نشان ہو جو تیرے بعد ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ بہت سے آدمی ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ ۱۰ یونس ۹۲۔ میں نے فرعون سے کہا سنو: میں اللہ کی نشانیوں سے غافل ہونے والوں میں شامل نہیں ہونا چاہتا بلکہ تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ تم جھوٹے تھے جو آج معمولی ملازموں کے رحم و کرم پر بے حس و حرکت پڑے ہو میرا جی و قیوم خدا سچا ہے پھر میں نے اسی کمرے میں عصر کی نماز ادا کر کے اپنے رب کی توحید، بزرگی، جلالت اور عظمت کا اقرار کیا۔